NOS\NOTE2.tif not found.

12

اکبرالہ آبادی

شاعر کا تعارف

اکبرالہ آبادی کا پورا نام سید اکبر حسین رضوی تھا۔ 16/نومبر 1846 کو بارہ ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد تفضّل حسین سے حاصل کی۔ اس کے بعد پہلے مکتب پھر جمنا مشن اسکول میں داخل ہوئے۔ لیکن 1857 کے انقلاب کی وجہ سے تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ 1866 میں مختاری کا امتحان پاس کیا اور کچھ مدت کے بعد الہ آباد میں نائب تحصیل دار ہو گئے۔ اس کے بعد ترقی کرتے کرتے پہلے منصف اور پھر سیشن جج کے عہدے پر فائز ہوئے۔ گورنمنٹ نے خان بہادر کا خطاب عطا کیا۔ 1903 میں آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لیا۔ اکبر کی زندگی کا آخری دور ذہنی وجسمانی پریشانیوں میں گزرا۔ 1921 میں 75 سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اکبرالہ آبادی کو بچپن ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ انہوں نے شاعری کی ابتداء غزل گوئی سے کی، مگر ان کی طنزیہ اور مزاحیہ شاعری ان کی دائمی شہرت کا باعث بنی۔ اکبر کا ظریفانہ کلام صرف ہنسنے ہنسانے کا ذریعہ نہیں بلکہ انہوں نے اسے اصلاح قوم کے ایک موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ انگریزی تعلیم کے منفی اثرات اور انگریزی تہذیب کی اندھی تقلید پر بھرپور وار کئے، اور اپنی چھوٹی چھوٹی نظموں سے وہ کام لیا جو بڑی بڑی تقریروں سے نہ لیا جا سکتا تھا۔ نئی نسل کی مذہبی اور تہذیبی روایات سے بے گانگی، نوجوانوں کی بے راہ روی، عورتوں کی نام نہاد آزادی خاص طور سے اکبر کے طنز کا نشانہ بنی۔ انہوں نے معاشرے کی خرابیوں کو بڑے دلچسپ انداز میں پیش کیا۔ وہ معمولی اور ظاہری بھدّے الفاظ کو نہایت دلآویز انداز میں استعمال کرتے تھے۔ ان کے یہاں شیخ، بدھو، کلّو، جمن، اونٹ، ٹٹو اور گائے وغیرہ کا ذکر نئے انداز میں ملتا ہے۔ اسی طرح اکبر نے انگریزی الفاظ سے بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے اکبر سرسیّد کی خدمات کے قائل تھے لیکن ان

NOS\NOTE1.tif not found.

کے نظریات سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔اسی لئے انہوں نے اکثر ان کو اپنے طنز ومزاح کا نشانہ بنایا ہے۔کلام میں جا بہ جا ملا کر لکھنا، لفظ 'سید' کا استعمال اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اکبر کا کلام ''کلیات اکبر'' کے نام سے تین حصوں میں شائع ہو چکا ہے۔

نظم ''نئی تہذیب'' ایک طنزیہ نظم ہے۔زمانے کے رخ کو دیکھ کر شاعر نے پیشن گوئی کی تھی کہ آنے والی نسل انگریزی تہذیب کی چمک دمک کو دیکھ کر اس کی تقلید کرے گی۔اور اپنا تمدن بھول کر اپنی شناخت کھو دے گی۔اور شاعر کی باتیں بڑی حد تک سچ ثابت ہو رہی ہیں۔

مقاصد

اس نظم کے پڑھنے کے بعد آپ:

- اشعار کی تشریح وتحسین کر سکیں گے؛
- نظم کا مفہوم بیان کر سکیں گے؛
- شاعر کے خیالات کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے؛
- دوسرے شعراء کے کلام میں صنعت رعایت لفظی اور صنعت تضاد کو پہچان لیں گے؛
- طنزیہ ومزاحیہ نظموں سے لطف اندوز ہوں گے؛
- اکبر الہ آبادی کے انداز بیان پر اظہار خیال کر سکیں گے۔

12.1 اصل سبق

آیئے پوری نظم پڑھتے ہیں۔

''نئی تہذیب''

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے
نئے عنوان سے زینت دکھائیں گے حسین اپنی
نہ ایسا پیچ زلفوں میں نہ گیسو میں یہ خم ہوں گے
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گے

راہی ملک عدم: چلا جانا
بہم: مہیا
گیسو: بال
خم: ٹیڑھا پن، پیچ دار، جھکاؤ
حاجب: آڑ، پردہ
روئے صنم: محبوب کا چہرہ

NOS\NOTE2.tif not found.

بہت ہوں گے مغنّی نغمہ تقلید یورپ کے
مگر بے جوڑ ہوں گے اس لئے بے تال وسم ہوں گے
بدل جائے گا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں، وہ سب سے کم ہوں گے
ہماری اصطلاحوں سے زباں ناآشنا ہوگی
لغاتِ مغربی بازار کی بھاکا سے ضم ہوں گے
کسی کو اس تغیر کا نہ حس ہوگی نہ غم ہوگا
ہوئے جس ساز سے پیدا اسی کے زیر وبم ہوں گے
تمہیں اس انقلاب دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہیں وہ دن کہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے

مغنی: گانے والا
تقلید: پیروی، نقل
بے تال وسم: بے سُرے
بھاکا: بھاشا/زبان
لغات: جمع لغت
تغیر: تبدیلی
حِس: احساس
دہر: زمانہ

12.2 متن کی تشریح

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے

نئی نسل کو انگریزی تہذیب کی اندھادھند تقلید کرتے دیکھ کر شاعر کہتا ہے کہ بہت جلد ہندوستانی تہذیب ختم ہو جائے گی۔ یہاں کے لوگ اپنے رسم ورواج اور طور طریقوں کو چھوڑ کر انگریزی رہن سہن اور طور طریقوں کو اپنا لیں گے۔ آنے والے زمانے میں ہمارے تہذیب وتمدن کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ اور ہر طرف مغربیت چھا جائے گی۔ لوگ بے سوچے سمجھے انگریزی تہذیب کی تقلید میں اپنے رہن سہن اور اپنے رسم ورواج کو بدل ڈالیں گے۔

12.3 زبان کے بارے میں

'ملک عدم' کے معنی ہیں وہ جگہ جہاں لوگ مرنے کے بعد جاتے ہیں۔ یہاں 'راہی ملک عدم' کا مفہوم ہے کہ موجودہ طور طریقے اور رسم ورواج ختم ہو جائیں گے۔

12.4 متن کی تشریح

نئے عنوان سے زینت دکھائیں گے حسین اپنی
نہ ایسا پیچ زلفوں میں، نہ گیسو میں یہ خم ہوں گے

NOS\NOTE1.tif not found.

شاعر کہتا ہے کہ جب ہندوستانی تہذیب اور ہندوستانی طور طریقے ہی بدل جائیں گے تو خوبصورتی کا معیار بھی بدل جائے گا۔ انگریزی تہذیب میں شرم وحیا اور لمبے بالوں کو دقیانوسی چیزیں کہتے ہیں اور ایسی عورتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ہماری تہذیب میں شرم وحیا عورت کا زیور ہے اور لمبی کالی زلفیں عورت کی خوبصورتی کی علامت ہیں۔ لیکن مغرب کی تقلید میں یہ سب چیزیں ختم ہوجائیں گی۔ ہمارے موجودہ طریقوں میں بہت کم فرق رہ گیا ہے۔

12.5 زبان کے بارے میں

دوسرے مصرعے میں 'پیچ وخم' اور 'زلف اور گیسو' الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ہم معنی الفاظ ہیں۔ ایسے الفاظ کو مترادف الفاظ کہتے ہیں۔

متن پر سوالات 12.1

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. راہی ملک عدم ہوجانے سے شاعر کی مراد ہے۔
   (i) گھر سے چلا جانا
   (ii) ختم ہوجانا
   (iii) دوسرے ملک میں چلے جانا۔

2. مترادف الفاظ کون سے ہیں؟
   (i) شکست خوردہ۔
   (ii) زلف اور گیسو۔
   (iii) خس وخاک

3. خالی جگہ کو پُر کیجئے۔

یہ موجودہ طریقے........................ ہوں گے

   (i) نئی تہذیب ساماں بہم۔
   (ii) پیچ وخم۔
   (iii) راہی ملک عدم۔

12.6 متن کی تشریح

نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گے

شاعر جس تہذیب کی آمد کا ذکر کر رہا ہے اس کی ایک خصوصیت یہ بھی بتا رہا ہے کہ اس تہذیب میں عورتیں بے پردہ ہو جائیں گی۔ اور گھونگھٹ یا نقاب وغیرہ کی قید سے آزاد ہو جائیں گی۔ چنانچہ عاشق اپنے محبوب کو بے روک ٹوک دیکھ سکیں گے۔

12.7 متن کی تشریح

بہت ہوں گے مغنّی نغمہ تقلید یورپ کے
مگر بے جوڑ ہوں گے اس لئے بے تال وسم ہوں گے

شاعر کہتا ہے کہ آج کی نوجوان نسل بے سوچے سمجھے مغربی تہذیب کی نقل کر رہی ہے، اور تیزی کے ساتھ یہ تہذیب ان کے دل ودماغ پر چھاتی جا رہی ہے۔ اسی کا اثر ہے کہ کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی موسیقی اور بے سُرے گانے ہر طرف سنائی دینے لگے ہیں۔ نوجوان نسل بھی ہندوستانی موسیقی کو بھول کر بے سرا اور تال والی موسیقی سے لطف اندوز ہونے لگی ہے۔ اور مغربی انداز والے گلوکاروں کو پسند کرنے لگی ہے۔

12.8 زبان کے بارے میں

'تال وسم' موسیقی کی ایک اصطلاح ہے اس کے معنی سُر اور تال کے ہیں۔

12.2 متن پر سوالات

درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

1. مغنّی کا مترادف لفظ ہے۔
   (i) گلوکار۔
   (ii) اداکار۔
   (iii) کلاکار۔
2. شاعر کے نزدیک مغربی نغمے کیسے ہوں گے؟
   (i) بے ہنگم۔

NOS\NOTE1.tif not found.

(ii) مترنم۔

(iii) بے تال وسم۔

12.9 متن کی تشریح

ہماری اصطلاحوں سے زباں ناآشنا ہوگی
لغات مغربی بازار کی بھاکا سے ضم ہوں گے

شاعر کہتا ہے کہ انگریزی تہذیب کی نقل میں لوگ اپنی زبان کی خوب صورت اصطلاحوں کو بھول جائیں گے اور ان کی زبان پر انگریز الفاظ چڑھ جائیں گے۔ اور لوگ انگریز زبان میں بات کرنے میں فخر محسوس کریں گے۔ اور اگر پوری طرح انگریزی نہیں بول پائیں گے تو اردو اور انگریزی ملا کر کھچڑی زبان میں بات چیت کرنے لگیں گے۔ یعنی نہ وہ اپنی زبان ہی سے پوری طرح واقف ہوں گے نہ پوری طرح انگریزی ہی بول پائیں گے۔ مگر انہیں اس بات کا افسوس بھی نہیں ہوگا۔

12.10 متن کی تشریح

بدل جائے گا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھا جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہوں گے

شاعر کہتا ہے کہ آنے والے زمانے میں رہن سہن، طور طریقے اور زبان ہی نہیں بدلے گی بلکہ شرافت کا معیار بھی بدل جائے گا۔ مثلاً سچائی، اخلاص، ایثار، ہمدردی اور محبت جیسی خوبیاں جو ہمارے سماج میں شرافت کی علامت سمجھی جاتی ہیں آنے والے زمانے میں لوگ ان خوبیوں کو بھلا دیں گے اور مغرب کے لوگوں کی طرح صرف اپنے فائدے اور نقصان سے تعلق رکھیں گے۔ اور آج جن لوگوں کی شرافت کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ جن کی زندگیوں کو قابل تقلید سمجھا جاتا ہے۔ کل ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوگی۔

متن پر سوالات 12.3

درست جواب (✓) کا نشان لگائیے۔

1. شاعر نے لغات مغربی کسے کہا ہے؟

(i) انگریزی لغت کو۔

(ii) عربی الفاظ کو۔

(iii) مغربی زبان کو۔

2. ''لغات مغربی بازار کی بھاکا سے ضم ہوں گے'' کا مطلب ہے۔

(i) صرف اردو زبان۔

(ii) صرف انگریزی زبان۔

(ii) اردو اور انگریزی ملی ہوئی کھچڑی زبان۔

3. ''زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہوں گے'' سے کیا مطلب ہے؟

(i) نیک اور شریف لوگوں کی عزت واحترام مس اضافہ ہوجائے گا۔

(ii) شریف لوگوں کی قدر ومنزلت میں کمی ہوجائے گی۔

(iii) شریف لوگوں کی تعداد کم ہوجائے گی۔

12.11 متن کی تشریح

کسی کو اس تغیر کا نہ حِس ہوگا نہ غم ہوگا
ہوئے جس ساز سے پیدا اسی کے زیرو بم ہوں گے

شاعر کہتا ہے کہ انگریزی تہذیب ہمارے سماج میں اور عام لوگوں میں اس طرح سرایت کر جائے گی کہ اس بات کا احساس تک نہیں ہوگا کہ ہم کیسی کیسی بیش قیمت قدروں کو بھلا بیٹھے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو جب سے آنکھیں کھولیں ہیں یہی ساری چیزیں دیکھی ہیں۔ انہیں ہندوستانی تہذیب کے بارے میں کسی نے بتایا ہی نہیں ہے۔ اپنے گھروں میں انہوں نے انگریزی تہذیب دیکھی ہے۔ لہذا وہی باتیں ان کی شخصیت کا حصہ بن گئی ہیں۔

12.12 متن کی تشریح

تمہیں اس انقلاب دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہے وہ دن کہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے

نظم کے آخر میں شاعر کہتا ہے کہ یہ انقلاب تو رونما ہوں گے۔ سماج میں یہ تبدیلیاں ضرور ہوں گی۔ اس لئے ان پر افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اب تو نئی نسل کو یہ سب تبدیلیاں دیکھنا اور ان کے ساتھ جینا ہے۔ کیونکہ وہ وقت دور نہیں ہے جب ان تبدیلیوں کو دیکھنے اور ان پر کڑھنے کے لئے ہم اور تم زندہ ہی نہیں رہیں گے۔

NOS\NOTE1.tif not found.

12.13 زبان کے بارے میں

''زیر و بم'' موسیقی کی ایک اصطلاح ہے جس کے معنی ہیں سُر کا اتار چڑھاؤ۔

12.4 متن پر سوالات

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. لوگوں کو تبدیلی کا احساس کیوں نہیں ہوگا؟

(i) وہ تبدیلی کو پسند کرتے ہیں۔

(ii) انہیں تبدیلی کا احساس ہی نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اسی ماحول میں آنکھیں کھولی ہیں۔

(iii) تبدیلی واقع ہی نہیں ہوگی۔

2. خالی جگہ پُر کیجئے۔

تمہیں اس انقلاب............کا کیا غم ہے اے اکبؔر

(i) زمانہ

(ii) وقت

(iii) دہر

12.14 انداز بیان

طنز و مزاحیہ شاعری میں اکبر الہ آبادی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اکبر کی شاعری بڑی دلچسپ ہے۔ وہ سماج کی خرابیوں کو دلچسپ انداز میں ابھارتے ہیں۔ وہ معمولی اور بظاہر بھدّے الفاظ کو خوب صورت اور فن کارانہ انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ اکبر انگریزی الفاظ سے خاطر خواہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں بامعنی انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کا انداز بیان بہت دلکش ہے جو پڑھنے والوں کو براہ راست متاثر کرتا ہے۔

آپ نے کیا سیکھا؟

☆ اکبر الہ آبادی طنزیہ و مزاحیہ شاعر ہیں۔

☆ اکبؔر کی یہ نظم طنزیہ ہے۔

☆ اس نظم میں اکبر نے انگریزی تہذیب کی اندھا دھند تقلید اور اس کے اثرات کا بیان کیا ہے۔